© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

افسوس ہے بہت دنوں سے جس کا کھٹکا لگا ہوا تھا آخر وہ دن بھی آگیا، یعنی مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے کم وبیش ۸۵ برس کی عمر میں ایک طویل علالت کے بعد ۶؍ جنوری ۷۷ء کو اپنے وطن دریا باد میں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا اپنی خصوصیات اور کمالات و اوصاف کے باعث ایک خاص اور نمایاں شخصیت کے مالک تھے، برصغیر ہند وپاک کے علمی اور ادبی اور اسلامی حلقے اُن کو اپنا بزرگ مانتے اور اس لئے ان کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ مولانا کی اصل تعلیم انگریزی کی تھی، فلسفہ اور نفسیات اُن کے خاص مضمون تھے۔ لکھنؤ سے بی، اے کیا تھا۔ اس کے بعد کچھ دنوں علی گڑھ میں بھی رہے، لیکن ایم اے نہ کر سکے، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ بی اے کی قدر آج کل کے پی ایچ ڈی سے بھی زیادہ ہوتی تھی اور وہ درحقیقت ان سے زیادہ قابل اور لائق بھی ہوتا۔ مولانا نے باقاعدہ کبھی اور کہیں ملازمت نہیں کی، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں دارالترجمہ حیدرآباد دکن سے منسلک رہے اور منطق و فلسفہ کی بعض کتابوں کو انگریزی سے اردو میں منتقل کیا، مگر وہاں جی نہ لگا اور وطن چلے آئے یہاں آکر ایسے جمے کہ بڑے بڑے انقلابات آئے، زمین اور آسمان زیر و زبر ہو گئے، مگر مولانا اپنے قصباتی کنج عافیت سے نہ نکلے اور ساری عمر وہیں گذار دی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا کی تصنیفی زندگی کا آغاز ایک فلسفی اور اردو شعر و ادب کے ایک نقاد کی حیثیت سے ہوا، مطالعہ کے دھنی اور رسیا، نظر میں وسعت اور ذہانت و فطانت خداداد، اس زمانہ کے باکمال اربابِ قلم کی معیت و صحبت، پھر سب سے بڑی بات یہ کہ انشاو تحریر کا ایک منفرد اسلوب، ان سب چیزوں نے مل جل کر عنفوان شباب میں ہی اردو زبان کا ایک ممتاز ادیب اور مصنف بنا دیا،

مولانا نے تذکرہٗ و سوانح، شعر و ادب، تاریخ و فلسفہ اور اجتماعی مسائل، ان سب پر بہت کچھ لکھا اور اچھے سے اچھا لکھا لیکن آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جو لبقائے دوام کا ضامن ہے وہ انگریزی اور اردو میں ترجمہ و تفسیر کلام مجید ہے، ابھی عمر کی درمیانی منزل میں ہی تھے کہ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ کے فیض صحبت و اثر سے قرآن مجید کے ساتھ ایسا شغف و انہماک پیدا ہوا کہ زندگی اس کی خدمت کے لئے وقف کر دی، اگرچہ وہ دوسرے کام بھی کرتے رہے لیکن ان کی حیثیت ضمنی تھی۔ ترجمہ و تفسیر کے سلسلہ میں مولانا نے مسلسل سالہا سال جو محنتِ شاقہ برداشت کی ہے اور جس ذوق و شوق اور انہماک سے یہ عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اُس کا اندازہ کتاب دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے، اس ذیل میں مولانا نے عربی اور اردو زبان کی تفاسیر، اور عربی و قرآنی لغات کا مطالعہ تو محنت اور وسعت سے کیا ہی تھا، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں اہل کتاب اور اُن کی کتابوں کا تذکرہ کثرت سے ہے، پھر امم قدیمہ کے حالات و سوانح بھی جگہ جگہ بیان کئے گئے ہیں اس بنا پر مولانا نے کتب قدیمہ یعنی OLD TESTAMENT اور NEW TESTAMENT کے پرانے اور نئے اڈیشن اور امم سابقہ کی تاریخ پر نہایت مستند اور محققانہ کتابوں کا وہ عظیم ذخیرہ بڑی محنت اور دل کی لگن کے ساتھ کہاں کہاں سے فراہم کیا، اس سلسلہ میں عبرانی زبان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی سیکھی، پھر قرآن مجید سے متعلق جو کچھ یورپ میں لکھا گیا تھا اس کی کتابیں بھی برابر بہم پہونچاتے اور بڑے غور وخوض سے ان کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں فلسفہ اور سائنس کے نئے نئے نظریات وافکار سے بھی واقف رہتے تھے، ان سب چیزوں سے انھوں نے اپنی تفسیر میں کام لیا اور یہی چیز مولانا کی تفسیر کی وہ انفرادی خصوصیت بن گئی جس میں کوئی ان کا سہیم وشریک نہیں ہے، تفسیر ماجدی کے بعد جن حضرات نے قرآن مجید کی تفسیر یا اس کی تفہیم کے سلسلہ میں ان موضوعات پر لکھا ہے اُس میں انھوں نے درحقیقت مولانا کی ہی خوشہ چینی کی ہے، مولانا کے خامۂ زرنگار سے جو مضمون نکل گیا سدا بہار ہوگیا، لیکن علمی، تحقیقی اور ادبی حیثیت سے تفسیر ماجدی مولانا کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی آب وتاب وقت کے گزرنے کے ساتھ اور بڑھے گی اور آیندہ نسلیں شکرگزاری کے ساتھ انھیں یاد کریں گی۔

مولانا کا سانحۂ وفات علم وادب کی دنیا کا عظیم حادثہ ہے لیکن مولانا کو ندوۃ المصنفین اور خاص طور پر برہان کے ساتھ جو قلبی لگاؤ اور ندوۃ المصنفین کے ناظم اور برہان کے اڈیٹر کے ساتھ جو غیر معمولی شفقتِ بزرگانہ کا تعلق تھا اُس کی وجہ سے یہ حادثہ خود اپنا ذاتی حادثہ بھی ہے جس کے اثرات بہت دنوں تک محو نہ ہوں گے، مولانا علم وعمل، حق گوئی وصاف بیانی، اخلاق وشمائل اور عادات وخصائل کے اعتبار سے سلف صالحین کا نمونہ تھے، اُن کی وفات ایک دور کا خاتمہ اور مسلمانوں کی تاریخ عصر حاضر کے ایک باب کی انتہا ہے، رحمہٗ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دسمبر کا برہان چھپ چھپا کے پریس میں رکھا ہوا تھا کہ اچانک ایک حادثہ پیش آگیا اور برہان پریس سے باہر نہیں آسکا اور اس وقت جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں یہی صورت حال قائم ہے، جنوری کا برہان آپ کی خدمت میں پہونچ رہا ہے، دسمبر کا برہان بھی انشاء اللہ جلد ہی روانہ کیا جا سکے گا، طبیعت کے انقباض کے باعث اس مرتبہ سفرنامہ پاکستان نہیں لکھا جا سکا۔ دسمبر کے پرچہ میں یہ قسط موجود ہے وہ شائع ہو جائے تو پھر یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

رُوداد چمن

ندوۃ العلماء کے ۸۵ سالہ جشنِ تعلیمی کی مفصل رُوداد

مرتبہ: مولانا محمد الحسنی ندوی

ایک دستاویز ——— ایک کہانی ——— ایک پیغام

ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی (منعقدہ نومبر ۱۹۷۵ء) کی تفصیلی رپورٹ جس کا آپ کو شدت سے انتظار تھا، منظرِ عام پر آ گئی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کے ایماء پر یہ روداد مرتب کی گئی ہے جس میں اجلاس کے مناظر کی اس طرح تصویر کشی کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے پڑھنے والا خود اجلاس میں شریک ہے۔

پوری کتاب دارالعلوم کی خوبصورت عمارتوں کی تصاویر نیز دوران اجلاس نمازِ جمعہ کے دلفریب منظر سے بھی مزین ہے۔

خوبصورت رنگین ڈسٹ کور۔ قیمت پندرہ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

© rasailojaraid.com